

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ تو وہ خوش قسمت تھے کہ جب اپنی حالت پر غور کر کے فکر مند ہوتے تو آپ کی صحبت میں چلے جاتے تھے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی کی وجہ سے اپنا علاج کر لیتے تھے لیکن ہمیں تو اس فکر میں رہتے ہوئے اپنی عبادتوں دعاؤں اور استغفار کے ذریعہ کو ہمیشہ اختیار کئے رکھنا چاہئے اور اس ذریعہ سے اپنا علاج کرتے رہنا چاہئے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 22 جولائی 2016 بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محنت و مشقت کی عادت اور صحت کے قائم رکھنے اور جسم کو چست رکھنے کے لئے کیا آپ کا معمول تھا، اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ آپ سست ہرگز نہ تھے بلکہ نہایت محنت کش تھے اور خلوت کے دلدادہ ہونے کے باوجود مشقت سے نہ گھبراتے تھے اور بارہا ایسا ہوتا تھا کہ آپ کو جب کسی سفر پر جانا پڑتا تو سواری کا گھوڑا نوکر کے ہاتھ آگے روانہ کر دیتے اور آپ پیادہ بیس پچیس میل کا سفر طے کر کے منزل مقصود پر پہنچ جاتے بلکہ اکثر اوقات آپ پیادہ ہی سفر کرتے تھے اور سواری پر کم چڑھتے اور یہ عادت پیادہ چلنے کی آپ کو آخر عمر تک تھی اور ستر سال سے متجاوز عمر میں جبکہ بعض سخت بیماریاں آپ کو لاحق تھیں اکثر روزانہ ہواخوری کے لئے جاتے اور چار پانچ میل روزانہ پھر آتے اور بعض اوقات سات میل پیدل پھرتے تھے اور بڑھاپے سے پہلے کا حال آپ بیان فرمایا کرتے تھے کہ بعض اوقات صبح کی نماز سے پہلے اٹھ کر سیر کے لئے چل پڑتے تھے اور وڈالہ تک پہنچ کر جو قادیان سے تقریباً ساڑھے پانچ میل پر ایک گاؤں ہے، صبح کی نماز کا وقت ہوتا۔

پس یہ نمونہ ہے ہمارے لئے خاص طور پر واقفین زندگی کے لئے جن کے سپرد جماعت کی خدمت کا کام ہے جن میں مربیان پہلے نمبر پر ہیں کہ اپنی صحت کے قائم رکھنے اور سخت جانی پیدا کرنے کے لئے ورزش یا سیر کی باقاعدہ عادت ڈالیں۔ اگر سیر نہیں کر سکتے وقت کی کمی کی وجہ سے یا کسی بھی وجہ سے تو کچھ وقت ورزش کے لئے ضرور نکالنا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا: ہمارے مربیان اور واقفین زندگی کو کسی نہ کسی قسم کی ورزش ضرور کرنی چاہئے اور دوسرے ان مغربی ممالک میں غیر صحت مند غذا بھی بڑی عام ہے اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔ تھوڑا بہت کھانا پکانا بھی مربی کو آنا چاہئے۔ یہ میں صرف آپ کو نصیحت نہیں کر رہا بلکہ میں خود بھی ورزش کرتا ہوں باقاعدہ اللہ کے فضل سے۔ بہر حال ہمیں صحت مند واقفین زندگی اور مربیان چاہئیں اس لحاظ سے انہیں اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ وہ اپنی صحت کے حوالے سے لا پرواہ اور سست نہ ہوں تاکہ اپنے کام کو احسن رنگ میں سرانجام دے سکیں۔

بعض دفعہ بعض لوگ بڑی فکر کا اظہار کرتے ہیں کہ ہماری نیکی کی حالت ایک جیسی نہیں رہتی، بڑی فکر ہے یہ بڑی اچھی بات ہے اس لحاظ سے کہ انسان اپنا جائزہ لیتا رہے کہ یہ حالت جو مجھ میں نیکی کی کمی کی ہے یہ کیوں ہوئی اور یہ فکر ہو کہ زیادہ دیر نہ رہے اور اس کے علاج کی فکر کرے۔ تو بہر حال یہ بڑی اچھی بات ہے لیکن بعض دفعہ یہ بھی ہوتا ہے کہ یہ کوئی برائی نہیں ہوتی بلکہ نیکی اور زیادہ نیکی اور کم نیکی کی جو حالت ہے وہ آتی جاتی رہتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی ایک شخص آیا آپ کے ایک صحابی آئے انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ میں تو منافق ہوں میں جب آپ کے پاس مجلس میں بیٹھتا ہوں تو میری حالت اور ہوتی ہے اور جب آپ

کی مجلس سے اٹھ کر چلا جاتا ہوں تو میری حالت اور ہوتی ہے۔ یعنی نیکی کی اور دلی پاکیزگی کی حالت وہ نہیں رہتی جو آپ کی صحبت میں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی تو مؤمن کی علامت ہے تم منافق نہیں ہو۔ حضور انور نے فرمایا: یہ سوچ تھی صحابہ کی اور جب یہ احساس ہوتا ہے تو پھر انسان دعا اور استغفار سے اپنی حالت بہتر کرنے کی طرف توجہ کرتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ تو وہ خوش قسمت تھے کہ جب اپنی حالت پر غور کر کے فکر مند ہوتے تو آپ کی صحبت میں چلے جاتے تھے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی کی وجہ سے اپنا علاج کر لیتے تھے لیکن ہمیں تو اس فکر میں رہتے ہوئے اپنی عبادتوں دعاؤں اور استغفار کے ذریعہ کو ہمیشہ اختیار کئے رکھنا چاہئے اور اس ذریعہ سے اپنا علاج کرتے رہنا چاہئے۔ اگر ہمارا وہم بھی ہو تو یہ وہم بھی لا پرواہی کی نسبت بہتر ہے کیونکہ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ لا پرواہی خدا تعالیٰ سے دور لے جاتی ہے اور پھر آہستہ آہستہ دین سے بھی ہم دور ہٹ جاتے ہیں پھر ناقابل علاج روحانی مریض بن جاتے ہیں۔ پس اس لحاظ سے بہت توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دفعہ یہ مضمون بیان فرما رہے تھے کہ خوشی اور غمی کا تعلق احساسات سے ہے۔ مثلاً اگر کسی گھر میں شادی ہے تو وہ اس شادی کی خوشی کے لئے اگر قرض بھی لینا ہو تو قرض لے کر وہ خوشی کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اس کے قریبی بھی اس خوشی میں شامل ہوتے ہیں لیکن جن کو اس سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ان کے لئے اس شخص کا خوشی کرنا یا اس کے خاندان والوں کا خوشی کرنا یا اس کے قریبیوں کا خوشی کرنا اور اس کے لئے اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالنا یا قرض لینا کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ اسی طرح ایک شخص اپنے خاندان کا کفیل ہو اگر وہ مر جائے تو گھر میں ایک ماتم ہوتا ہے لیکن دوسرے جن کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ان کے لئے اس کا فوت ہونا کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ ہزاروں لوگ روزانہ مرتے ہیں وفاتیں ہوتی ہیں لیکن جن کو ہم جانتے نہیں باوجود ان کے بارے میں علم میں آنے کے ان کا احساس نہیں ہوتا جبکہ اپنا اگر کوئی قریبی فوت ہو تو بڑی شدت سے اس کا احساس ہوتا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ یہ احساسات کا عجیب سلسلہ ہے اس پر غور کرنے سے عجیب کیفیت طاری ہوتی ہے۔ ایک بات ایک کے لئے خوشی کی گھڑی اور راحت کی واحد ساعت ہوتی ہے مگر دوسرے کے لئے ماتم کا اثر رکھتی ہے۔

فرماتے ہیں کہ یہ مضمون مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک فقرے میں سکھایا تھا۔ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام باقاعدہ اخبار پڑھا کرتے تھے۔ یہ بھی ہمارے ان لوگوں کے لئے جن کے سپرد دین کے کاموں کی ذمہ داری ہے اس میں ایک یہ سبق بھی ہے کہ ان کو باقاعدہ اخبار بھی پڑھنے چاہئیں اور چھوٹی چھوٹی خبروں کو بھی دیکھ لینا چاہئے۔ بہر حال فرماتے ہیں آپ باقاعدہ اخبار پڑھا کرتے تھے ایک دن 1907ء کی بات ہے۔ اخبار پڑھتے ہوئے مجھے آواز دی۔ محمود۔ کہتے ہیں جب میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے خبر سنائی۔ ایک شخص مجھے اس کا نام یاد نہیں کہ وہ مر گیا ہے۔ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں اس پر میری ہنسی نکل گئی اور میں نے کہا مجھے اس سے کیا۔ حضرت صاحب نے فرمایا اس کے گھر میں تو ماتم پڑا ہو گا اور تم کہتے ہو مجھے کیا۔ اس کی کیا وجہ ہے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ جس کے ساتھ تعلق نہ ہو اس کے رنج کا اثر نہیں ہوتا اور اسی طرح اگر کوئی خوشی کی بات ہے تو اس خوشی کا اثر نہیں ہوتا۔

پس اس بات کو یاد رکھنا چاہئے کہ اپنے محسنوں اور ان کی اولادوں کے لئے خاص طور پر دعائیں کرنی چاہئیں۔ خوشی اور غمی کے موقع پر ان کو محسوس کرنا چاہئے اور افراد جماعت کے لئے عمومی طور پر بھی ہمارے خوشی اور غمی کے اظہار ہونے چاہئیں کیونکہ جماعت بھی ایک وجود ہے اور اسی وقت احساس پیدا ہوتا ہے جب ہم ہر فرد جماعت کے درد کو اور اس کی خوشی کو محسوس بھی کریں اور یہ چیز ہے جو جماعت میں اکائی پیدا کرنے کا بھی ذریعہ ہے۔

پھر بعض لوگ اعتراض کر دیتے ہیں کہ جماعتی طور پر مثلاً کسی کو سزا ملی ہے یا کسی شخص کے خلاف کارروائی ہوئی ہے تو وہ کہتا ہے کہ میرے خلاف جو فلاں کارروائی ہوئی ہے غلط ہوئی ہے اور فلاں شخص کے خلاف نہیں ہوئی اور اس کی حمایت کی گئی ہے۔ اس قسم کے اعتراض کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ ہر زمانے میں ایسے اعتراض ملتے ہیں آج بھی یہ لوگ کرتے ہیں پہلے بھی کیا کرتے تھے چنانچہ ایسے ہی لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

حقیقت یہ ہے کہ نظام کی درستی کے لئے اتحاد خیالات کا ایک دائرہ ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ایک اختلاف بڑا نظر آئے لیکن اگر وہ کسی فتنے کا موجب نہ ہو تو اس اختلاف رکھنے والے کو جماعت میں شامل ہونے کی اجازت دے دی جائے لیکن ایک دوسرا شخص خواہ اس سے کم اختلاف رکھتا ہو لیکن اس کا اختلاف کسی فتنے کا موجب ہو تو اسے جماعت سے نکال دیا جائے۔ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک دفعہ ایک دوست نے پوچھا کہ میں ابھی شیعیت سے نکل کر آیا ہوں اور حضرت علیؓ کو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے افضل سمجھتا ہوں کیونکہ میرے پے شیعیت کا اثر زیادہ ہے۔ پس کیا اس عقیدے کے ہوتے ہوئے میں آپ کی بیعت کر سکتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں لکھا کہ آپ بیعت کر سکتے ہیں لیکن اس کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک دفعہ چند آدمیوں کو قادیان سے باہر چلے جانے کا حکم دیا سزا کے طور پر اور ان کے بارے میں اشتہار بھی شائع کیا وجہ صرف یہ تھی کہ وہ پنجوقتہ نماز میں حاضر نہیں ہوتے تھے اور بعض ایسے تھے کہ ان کی مجلسوں میں حقہ نوشی اور فضول گوئی کا شغل رہتا تھا۔ پس آپ نے وہ چیز جو اس قسم کی حرمت نہیں رکھتی جیسی شراب اپنے اندر حرمت رکھتی ہے استعمال کرنے پر تو ایک شخص کو جماعت سے خارج کر دیا اور وہ جس نے یہ کہا تھا کہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت علیؓ کو افضل سمجھتا ہوں باوجود اس کے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنا عقیدہ یہ تھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علیؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہیں اسے بیعت کرنے کی اجازت دے دی۔ آپ فرماتے ہیں کہ درحقیقت بعض باتیں وقتی فتنے کے لحاظ سے بڑی ہوتی ہیں حالانکہ وہ اصل میں چھوٹی ہوتی ہیں اور بعض باتیں وقتی فتنے کے لحاظ سے چھوٹی ہوتی ہیں حالانکہ اصل میں وہ بڑی ہوتی ہیں۔

پس وقتی فتنے کے لحاظ سے کبھی بڑی بات کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے اور چھوٹی بات پر ایکشن لے لیا جاتا ہے مگر ان لوگوں نے جو اعتراض کرنے والے ہیں کبھی عقل سے کام نہیں لیا ان کا مقصد صرف اعتراض کرنا ہوتا ہے۔ کچھ حمایتی پیدا ہو جاتے ہیں ان کے جن کو سزا ملتی ہے ان کو پتا نہیں ہوتا کہ اصل بات کیا ہے کس وجہ سے مل رہی ہے۔ تو اس لحاظ سے بلا وجہ دخل اندازیاں نہیں کرنی چاہئیں یا سفارشیں کسی کی نہیں کرنی چاہئیں۔ ہاں جب نظام سمجھتا ہے جائزہ لیا جاتا ہے تو پھر ان کی معافی بھی ہو جاتی ہے۔ اس قسم کے معترضین جیسا کہ میں نے کہا آجکل بھی ہیں۔ غلط کام کرتے ہیں سزا ملے تو بجائے اصلاح کے مزید نظام کے خلاف بھی بولتے ہیں اور پھر یہ بھی مطالبہ ہوتا ہے کہ ہم جیسے بھی ہیں ویسے ہی رہیں گے اس کے باوجود نظام جماعت ہمیں اپنا حصہ بنائے ہم نے اصلاح نہیں کرنی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ بچوں کی تربیت کے لئے ایک مضمون لکھا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک کہانی کا ذکر کیا۔ آپ لکھتے ہیں کہ جناب امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 5 ستمبر 1898ء کو بعد نماز عصر میری درخواست پر مجھے مندرجہ ذیل کہانی سنائی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ کرنا اور سچا تقویٰ انسان کو اس قابل بنا دیتا ہے کہ خدا تعالیٰ خود اس کا کفیل ہو جاتا ہے اور ایسے طور اس کی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے کہ کسی کو خبر بھی نہیں ہوتی چنانچہ حضرت یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ایک بزرگ کہیں سفر پر جا رہے تھے اور ایک جنگل میں ان کا گزر ہوا جہاں ایک چور رہتا تھا اور جو ہر آنے جانے والے مسافر کو لوٹ لیا کرتا تھا۔ اپنی عادت کے موافق اس بزرگ کو بھی لوٹنے لگا۔ بزرگ موصوف نے

اسے فرمایا کہ **وفي السماء رزقكم وما توعدون**۔ یعنی آسمان سے تمہارا رزق ہے اور جس کا تم وعدہ دیئے جاتے ہو بشرطیکہ نیکیوں پے قائم رہو۔ فرمایا کہ تمہارا رزق آسمان پر موجود ہے تم خدا پر بھروسہ کرو اور تقویٰ اختیار کرو۔ چوری چھوڑ دو خدا تعالیٰ خود تمہاری ضرورتوں کو پورا کر دے گا چور کے دل پر اثر ہوا اس نے بزرگ موصوف کو چھوڑ دیا اور ان کی بات پر عمل کیا یہاں تک کہ سونے چاندی کے برتنوں میں اسے عمدہ عمدہ قسم کے کھانے ملنے لگے۔ کہاں تو وہ چوریاں کیا کرتا تھا کہاں چوری چھوڑ کے جب توکل کیا اللہ تعالیٰ پر تو سونے چاندی کے برتنوں میں اسے کھانا ملنے لگا۔ وہ کھانے کھا کر برتنوں کو اپنی جھونپڑی کے باہر پھینک دیتا تھا۔ اتفاقاً پھر وہی بزرگ کبھی ادھر سے گزرے تو اس چور نے جواب بڑانیک بخت اور متقی ہو گیا تھا اس بزرگ سے ساری کیفیت بیان کی اور کہا کہ مجھے کوئی اور آیت تلاؤ۔ تو بزرگ موصوف نے فرمایا کہ **فورب السماء والارض انه لحق**۔ کہ یعنی آسمان اور زمین کے رب کی قسم یقیناً یہ حق ہے۔ یہ پاک الفاظ سن کر اس پر ایسا اثر ہوا کہ خدا تعالیٰ کی عظمت و جلال کا خیال کر کے تڑپ اٹھا اور اسی میں جان دے دی۔ تو یہ ایک بچے کو کہانی سنائی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آٹھ دس سال کے اور پھر وہ آگے بچوں کو ہی یہ کہہ رہے ہیں مضمون میں کہ تقویٰ اختیار کرنے سے کیسی دولت نصیب ہوتی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ جو زمین اور آسمان کے رہنے والوں کی پرورش کرتا ہے کیا اس کے ہونے میں کوئی شک ہے۔ وہ پاک اور سچا خدا ہے جو ہم سب کو پالتا ہے پوستانا ہے پس اسی خدا سے ڈرو اس پر بھروسہ کرو اور نیک بختی اختیار کرو۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں بچوں کی یہ حالت تھی کہ ان کو یہ سبق دیئے جاتے تھے جو آجکل کے بڑوں کے لئے سمجھنے میں مشکل ہیں۔ پس ہمیشہ ہم میں سے ہر ایک کو یاد رکھنا چاہئے کہ تقویٰ پر چلنے کی کوشش کریں اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر اتنا یقین ہو اور اس پر قائم ہوں کہ وہی ہے جو ہماری پرورش کرنے والا ہے وہی ہے جو ہمیں پالتا پوستانا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں وہی پاک اور سچا خدا ہے اور اسی سے ہمیں ڈرنا چاہئے اور اسی سے ہر وقت ہمیں مانگنا چاہئے اور اسی کے آگے ہمیں جھکنا چاہئے اور اسی پر ہمیں ہمیشہ بھروسہ کرنا چاہئے اور یہی نیکی ہے جو ایک مسلمان کے لئے اختیار کرنا ضروری ہے اور جس پر ایمان لانا ضروری ہے اور جس پر عمل کرنا ضروری ہے۔

پس بڑوں کے لئے بھی اس کی بچوں سے زیادہ اہمیت ہے اس سبق کی۔ آجکل کے دور میں جب ہم ان باتوں کو بھولتے جا رہے ہیں اور تقویٰ سے بعض دفعہ بعض لوگ دور ہٹ جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پے بھروسے کے بجائے لوگوں پے بھروسہ زیادہ ہو جاتا ہے ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ اصل بھروسہ خدا تعالیٰ کی ذات پر ہونا چاہئے۔ پس اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم میں سب میں یہ تقویٰ پیدا ہو۔

.....☆.....☆.....☆.....

Khulasa Khutba Jumma Huzoor Anwar 22 July 2016

BOOK POST (PRINTED MATTER)

To

.....

.....

.....

From : Office Ansarullah Bharat, Aiwan-e-Ansar, Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516, Dt.Gurdaspur, PUNJAB